

مسلم اسپین کے بعض نامور فقہاء

ڈاکٹر محمد احمد فلاحی

علوم و فنون کے میدان میں مسلم اسپین نے جو کارنامے نمایاں انجام دیئے اس کی تاریخ تقریباً آٹھ صدیوں پر محیط ہے مسلمانوں کے عہد اقتدار نے اسپین کو عظمت و رفعت کا ایک روشن مینار بنا رہا۔ قدرتی عطیات سے پُر یہ ملک عہدِ قدیم میں متعدد اقوام کی دست درازیوں کا شکار ہوا۔ سب نے اس کی زر خیزی اور سرسبزی و شادابی کو تاراج کیا اور ظلم و عدوان کی طویل داستان مرتب کی۔ اس تاریکی میں عدل و مساوات کے علمبردار عرب (مسلمان) وہاں پہنچے اور آشتی کی متلاشی روجوں کو پیغامِ مسرت سے بھر دیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب تک ان علمبردارانِ عدل و مساوات نے خدائی احکام کی پاسداری کی تمام عالم کے مرکز و محور کی حیثیت اسے حاصل رہی اور تمام ہی علوم و فنون کے میدان میں بڑی بڑی نامور شخصیات پیدا ہوئیں ان میں فقہاء، قضاة، مفسرین، خطباء، محدثین، شعراء، ادباء، علماء وغیرہم کی ایک طویل فہرست ہے۔

مسلم اسپین میں فقہاء کی تعداد ہزاروں تک پہنچی ہے۔ وہاں فقہ کا بہت اونچا معیار تھا، جیسا کہ مورخین لکھتے ہیں کہ اسپین کا ہر فرد علم و ادب کا رسیا تھا۔ حکومت کے اہم عہدوں پر اسی شخص کا تقرر ہوتا جو ان سب میں ممتاز ہوتا اور عوام و خواص میں اپنی اہلیت و عظمت ثابت کر چکا ہوتا۔

مورخین کا بیان ہے کہ شروع کے دور میں امام اوزاعی کا مذہب اسپین میں رائج تھا جو دو صدیوں سے زیادہ نہیں چل سکا۔ البتہ مذہب مالکی نے دو صدیوں کے بعد اپنی جڑیں مضبوط کیں اور اسی مذہب کو وہاں کے عوام و خواص

میں قبول عام حاصل ہوا۔ مالکی مذہب امام مالکؒ کے شاگردوں کے توسط سے اسپین پہنچا۔ روایت ہے کہ ابتدا میں زیاد بن عبدالرحمان اور مغازی بن قیس وغیرہ نے اسپین میں مذہب مالکی کی داغ بیل ڈالی اور پھر اس کی سرپرستی خلفاء نے بھی کی۔ یہ مورخ مقری صاحب فہم الطیب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے اسپین میں مذہب مالکی کو داخل کرنے اور اس سے روشناس کرانے کا سہرا زیاد بن عبدالرحمان (۱۹۳ھ) کے سر جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ ایک قافلہ جس میں وہ خود بھی تھے ہشام بن عبدالرحمان کے عہد میں حج کے ارادے سے نکلا اور وہاں امام مالکؒ سے کسب فیض کیا۔ حج سے واپسی کے بعد اسپین میں مالکی مذہب کی ترویج و اشاعت کا آغاز کیا۔ زیاد کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اس قافلہ کے سرخیل تھے۔ یہ وہی زیاد ہیں جن کا لقب شبطون ہے، مقری آگے چل کر لکھتے ہیں کہ یہ زیاد بن عبدالرحمان ہی ہیں جنہوں نے مؤطا امام مالک سے اہل اندلس کو واقف کرایا اور یحییٰ بن یحییٰ اللیثی نے بھی مؤطا کا علم زیاد ہی سے حاصل کیا۔

مذہب مالکی کی جڑیں حکم بن ہشام کے عہد امارت میں مزید مستحکم ہوئیں۔ کیونکہ یحییٰ بن یحییٰ جو مذہب مالکی کے زبردست مبلغ تھے، عوام و خواص اور حکمران طبقے میں بے حد مقبول تھے حتیٰ کہ منصب قضا پر وہی شخص فائز کیا جاتا جس کے حق میں یحییٰ بن یحییٰ کی رائے ہوتی۔

اہالیان اسپین کی اکثریت مذہب مالکی کی مقلد تھی۔ ابن خلدون کے بقول ”اہل مغرب اور اہل اندلس نے مذہب مالکی کو اختیار کیا۔ اگرچہ انھیں دوسرے مسالک کا بھی علم تھا مگر انھوں نے کسی دوسرے مسلک کی بہت کم تقلید کی۔ عموماً وہاں کے لوگوں کی منتہائے نظر حجاز تھی اور ان دنوں مدینہ منورہ علم تصور کیا جاتا تھا۔ فقہائے عراق کا تعلق بھی مسلم تھا لیکن چونکہ عراق ان کے راستے میں نہیں پڑتا تھا اس لیے وہ علمائے مدینہ ہی سے کسب فیض پر اکتفا کیا کرتے تھے۔ ان دنوں مدینہ میں امام مالکؒ کے علم و فضل کا طوطی بولتا تھا اور ان کے بعد انہی کے نامزد کردہ شیوخ و تلامذہ مرجع خلافت تھے۔ اسی بنا پر اہل مغرب اور اہل اندلس کے مرجع علمائے مدینہ

تھے اور انہی کی وہ تقلید کرتے تھے۔

ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اہل مغرب و اہل اندلس کی طبیعت میں بدروت غالب تھی اور عراق کی تہذیب میں تکلف تھا۔ اپنی طبعی بدروت کی وجہ سے حجاز کی طرف ان کا میلان زیادہ تھا۔ اسی بنا پر مذہب مالکی ان کے نزدیک زیادہ پسندیدہ تھا۔^{۱۳۰}
ذیل میں بعض ان مشہور شخصیتوں کے حالات زندگی اور خدمات کا جائزہ لیا جائے گا جنہیں علم فقہ میں درک حاصل تھا اور جنہوں نے اس فن میں قابل قدر خدمات پیش کی ہیں۔

یحییٰ بن یحییٰ اللیثی

ان کا پورا نام ابو محمد یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر بن وسلاس بن شمال بن منعیاء اللیثی ہے۔ ان کی اصل مسمودہ نامی بربری قبیلے سے ہے۔ ان کے آباؤ اجداد نے قرطبہ کو اپنا مسکن بنایا۔^{۱۳۱}

یحییٰ بن یحییٰ نے موطا امام مالک کی سماعت قرطبہ ہی میں زیاد بن عبدالرحمان بن زیاد اللحمی سے کی جو شبطون القریظی کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ یحییٰ بن مفر القیمی سے بھی ان کی سماعت ثابت ہے۔ ۲۸ سال کی عمر میں حجاز کا سفر کر کے بنفس نفیس پوری موطا امام مالک سے سماعت کی۔ امام مالک سے کسب فیض کے بعد مکہ میں سفیان بن عیینہ سے استفادہ کیا اور مصر میں لیث بن سعد، عبداللہ بن وہب اور عبدالرحمان بن اعلم سے استفادہ کیا اور دیگر اصحاب مالک سے بھی مستفید ہوئے۔

روایت ہے کہ امام مالک کی مجلس درس میں دیگر تلامذہ کے ساتھ یحییٰ بھی شامل تھے کہ یکایک ہاتھی آیا، ہاتھی آیا، کاشور بلند ہوا، تمام اصحاب مالک ہاتھی دیکھنے کی غرض سے نکل پڑے لیکن یحییٰ ہاتھی دیکھنے نہیں گئے۔ امام مالک نے ان سے پوچھا کہ تم ہاتھی دیکھنے کیوں نہیں گئے، جب کہ اسپین میں وہ نہیں پایا جاتا تو یحییٰ نے جواب دیا کہ میں یہاں اپنے وطن سے ہاتھی دیکھنے نہیں بلکہ آپ سے استفادہ کی غرض سے آیا ہوں۔ امام مالک اس جواب سے بہت خوش ہوئے اور انہیں ”عاقل اہل اندلس“ کے خطاب سے نوازا۔^{۱۳۲}

امام مالک سے موطا کا علم حاصل کرنے کے بعد یحییٰ اسپین لوٹ آئے انہیں

وہاں فقہی امامت و ریاست کا مقام ملا اور انہی کے واسطے سے اسپین میں مذہب مالکی کو فروغ حاصل ہوا۔ موٹا امام مالک کی سب سے مشہور اور مستند روایات یحییٰ بن یحییٰ اللیثی کی مانی جاتی تھیں۔ اپنی امانت و دیانت کی بنا پر امرائے اسپین کے نزدیک ان کا بڑا بلند مقام تھا۔ کسی قسم کا کوئی عہدہ انتظام یا قضا نہ کرنے کی بنا پر ان کا رتبہ مزید بلند ہوا۔ اپنے زہد و ورع کی بنا پر قضاۃ کے تقرر کے وقت ان کی رائے لی جاتی تھی۔

ابن خزم کے بقول ”دو مذاہب کو اسپین میں پھیلنے کا موقع ملا۔ ایک حنفی مذہب جب امام ابوحنیفہ کے شاگرد امام ابو یوسف یعقوب قاضی القضاۃ مقرر ہوئے تو قضاۃ کا تقرر انہی کی جانب سے ہوا کرتا تھا۔ دوسرا مذہب مالکی ہے جس کے پھیلنے کا سبب یحییٰ بن یحییٰ تھے۔ جو امراء کے نزدیک نہایت مقبول تھے اور جن کے مشورے کے بغیر کسی بھی قاضی کا تقرر نہیں ہوتا تھا اور یہ اسی کی سفارش کرتے تھے جو ان کا ہم مسلک ہوتا۔ لوگ دنیا پرست ہو گئے تھے اور اپنے اغراض و مقاصد کے حصول کے لیے ہر طرب و یاس کو قبول کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔ اس ماحول میں یحییٰ کا حال یہ تھا کہ انہوں نے اپنے لیے عہدہ قضا کو کوئی اہمیت نہ دی اور نہ ہی کوئی دوسرا عہدہ قبول کیا ان کی یہ صفت بے نیازی اور دنیا سے بے رغبتی عوام و خواص میں مزید مقبولیت کا سبب بنی“ ۱۶

صاحب و قیات الاعیان نے حکایت نقل کی ہے کہ امیر عبدالرحمن بن الحکم الاموی نے ایک مسئلے کے سلسلے میں فقہاء کو بلا بھیجا۔ مسئلہ یہ تھا کہ عبدالرحمان نے اپنی سب سے محبوب لونڈی سے رمضان میں روزے کی حالت میں جماعت کر لی۔ اپنے اس فعل پر اسے بے حد ندامت تھی۔ اسی کے حل کے لیے اس نے فقہاء کو زحمت دی اور مسئلہ دریافت کیا۔ یحییٰ بھی اس مجلس میں موجود تھے انہوں نے بر ملا نہایت بے باکی کے ساتھ یہ فتویٰ دیا کہ اس جرم کا کفارہ یہ ہے کہ مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے جائیں۔ اس فتوے کو سن کر تمام فقہاء خاموش رہے۔ بعد میں ان لوگوں نے یحییٰ سے پوچھا کہ آپ نے مذہب مالکی کے مطابق کیوں فتویٰ نہیں دیا۔ اس میں اختیار ہے کہ غلام آزاد کیا جائے یا مساکین کو کھانا کھلایا جائے یا پھر روزے

رکھے جائیں۔ یحییٰ نے جواب دیا کہ اگر میں نے مذہب مالکی کے مطابق فتویٰ دیا ہوتا تو اس کے لیے روزِ وطنی کرنا اور بطور کفارہ غلام آزاد کرنا آسان ہو جاتا۔ ہم نے اس کو مشکل راستہ بتایا کہ وہ دوبارہ از کتاب معصیت نہ کرے۔

یحییٰ بن یحییٰ کے سلسلے میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ امام مالک سے رخصت ہو کر اپنے وطن کے لیے روانہ ہوئے تو مصر میں عبدالرحمن بن القاسم کو دیکھا کہ امام مالک سے سنی ہوئی احادیث کی تدوین کر رہے ہیں۔ وہیں سے انھوں نے امام مالک سے بنفس نفیس ان احادیث کی سماع کی خاطر دوبارہ مدینہ کا رخ کیا مدینہ پہنچے تو امام مالک علیل تھے۔ یحییٰ وہیں اقامت پذیر ہو گئے حتیٰ کہ امام مالک کا انتقال ہو گیا۔ ان کی تدوین کے بعد وہ پھر ابن القاسم کے پاس آئے اور ان سے ان مسائل کی امام مالک کے واسطے سے سماعت کی۔

ابوالولید ابن الفرزی نے لکھا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ اسپین واپس لوٹے تو وہی امام وقت تھے اور "عاقل اسپین" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ محمد بن عمر بن لبابہ کے بقول فقہ اندلس عیسیٰ بن دینار، عالم اندلس عبدالملک بن حبیب اور عاقل اندلس یحییٰ بن یحییٰ ان لوگوں میں سے ہیں جن پر حکم بن ہشام کے خلاف ۱۹۵ھ میں بغاوت کا الزام لگایا اور جس کی بنا پر وہ طلیطلہ چلے گئے تھے پھر وہ حکم کے امان دینے پر قرطبہ واپس آئے۔ احمد بن خالد کے بقول "اسپین کے اہل علم حضرات میں سے کسی کو بھی وہ مقام نہیں ملا جو یحییٰ بن یحییٰ کو ملا۔" ابن بشکوال کے بقول یحییٰ بن یحییٰ محراب الدعوه تھے، ان کا اٹھنا بیٹھنا، گفتار و کردار امام مالک جیسا تھا۔

یحییٰ بن یحییٰ کی وفات ۲۲۴ھ میں ہوئی۔ صاحب جذوة المتقین ابو عبد اللہ الحمیدی نے ۲۲۲ھ رجب تاریخ وفات لکھی ہے۔ ابوالولید ابن الفرزی نے ۲۲۳ھ لکھا ہے۔

ابن عبدالبر اللندسی

ان کا پورا نام یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النری القرطبی ہے۔ کنیت ابو عمرو اور لقب جمال الدین ہے۔ ان کا سلسلہ نسب نمر بن ساقط بن زہب بن افضی بن دعی بن جدیل بن اسد بن ربیع بن زرار سے جاملتا ہے جو بنو عدنان سے متعلق ہے۔

وہ خالص عربی النسل تھے۔ ان کے آباء و اجداد اسپین کے وادی آس میں وارد ہوئے تھے۔ ابن عبدالبر ۲۵ ربیع الثانی ۳۶۵ھ کو جمہ کے روز زوال کے وقت جیب کہ

امام جمہ کا خطبہ دے رہا تھا، پیدا ہوئے۔ طاہر بن مقفور کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنے والد عبدالبر کی تحریر مجھے اس سلسلے میں دکھائی تھی۔ ان کے والد بلند پایہ ادیب و شاعر تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ابن عبدالبر نے اپنے والد سے کوئی علم حاصل نہیں کیا کیونکہ وہ ان کے علم حاصل کرنے کی عمر سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ اللہ

ابن عبدالبر کی پرورش قرطبہ میں ہوئی جو کہ ان دنوں اسپن کا دارالخلافہ تھا اور علم و فضل اور تہذیب و تمدن کا گہوارہ تھا۔ جہاں سے ہر فن کے جید علماء اور اہل سنت و الجماعت کے فضلاء نے سیرانی حاصل کی تھی۔ تابعین اور تبع تابعین کی ایک کثیر جماعت وہاں تھی اور ایک قول کے مطابق بعض صحابہ بھی وہاں اترے تھے۔ واللہ اعلم۔

قرطبہ کے علماء، آسمان علم و معرفت کے ستاروں کی مانند چمکتے ہیں۔ قرطبہ کا ماحول اس قدر علمی تھا کہ وہاں ہر فرد علم و ادب کا رسیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ علم و ادب، فنون و معارف اور اسلامی تہذیب و تمدن کا مرکز تصور کیا جاتا تھا۔ ایشیا و مغرب کے علم و فن کے طالب کثیر تعداد میں یہاں کا رخ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ یہاں کے علماء کا عمل حجت کا درجہ رکھتا تھا۔ حدیث، فقہ، ادب، فلسفہ، طب، ریاضی اور فلکیات وغیرہ علوم کے حصول کے لیے دور دراز سے طالبین علم اس کی طرف رجوع کرتے تھے۔

یوں تو اسپین کا ہر فرد بالخصوص قرطبہ کا ہر ہر باشندہ علم کا دلدادہ تھا، تصنیف و تالیف کا رسیا، کتابیں جمع کرنے اور لائبریریاں قائم کرنے کا ذوق رکھتا تھا اور یہ چیز ان کے لیے قابل افتخار تھی۔ اہل قرطبہ کے نزدیک علماء کی تعظیم و تکریم بہت تھی اور ان کی ضرورتوں میں کام آنے کو ہر فرد باعث فخر تصور کرتا تھا۔ علمائے قرطبہ ارباب حل و عقد میں کلیدی اہمیت کے حامل تھے۔

علامہ ابن عبدالبر کی اس علمی فضا میں پرورش و پرداخت ہوئی یہیں سے انھوں نے اپنے ہم عصر علماء سے کسب فیض کیا۔ ابن عبدالبر نے خاص طور سے فقہ اور حدیث کے فن میں اپنا مقام بنایا حتیٰ کہ اپنے پیش روؤں سے بھی آگے نکل گئے یہی وجہ ہے کہ ”حافظ المغرب“ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ابن عبدالبر سنت کے پابند اور اس

کی احیاء کے علمدار تھے۔ جمود و تعطل سے دور، تقلید سے پرے اور اجتہادی شان کے حامل تھے۔ فقہی مسائل و احکام کے استنباط میں ان کے دلائل کافی وزن دار ہوا کرتے تھے۔ وہ ائمہ اربعہ کی آراء کو جرح و تعدیل کے اصول پر پرکھا کرتے اور پھر اپنی رائے مدلل انداز میں پیش کرتے تھے۔ کسی بھی رائے کا انکار یا اقرار بغیر کسی واضح دلیل کے نہیں کرتے تھے۔ اسی بنا پر اہل علم کے نزدیک ان کی رائے حجت کا درجہ رکھتی تھی اور وہ فقہاء و محدثین کے نزدیک دین کا علم تصور کیے جاتے تھے اور مشرق کے قابل فخر مغربی عالم دین کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔

ابن عبد البر نے بڑے بڑے علمائے اسپین سے کسب فیض کیا۔ ان کے بعض مشہور اساتذہ درج ذیل ہیں۔

(۱) خلف بن القاسم بن سہل بن دباغ الاندلسی: متوفی ۳۹۳ھ

(۲) عبدالوارث بن سفیان بن جبرون: ابن عبد البر نے ان کی بڑی تعریف کی ہے۔

(۳) عبداللہ بن محمد بن عبدالمؤمن (م ۳۹۰ھ) اسپین کے اکابر محدثین و فقہاء میں ان کا

شمار ہوتا ہے۔

(۴) محمد بن عبدالملک بن صفیوف الرصافی: یہ بھی کبار اہل علم میں شمار کیے جاتے تھے۔

(۵) ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن بن اسد الجہنی البزاز: انھوں نے حجاز، شام اور

مصر جا کر وہاں کے علماء سے کسب فیض کیا اور جدید علمائے اسپین میں شمار کیے گئے۔

(۶) الحسین بن عبداللہ بن یعقوب البیجانی البوطی: انھوں نے سعید بن مخلوف

سے عبدالملک بن حبیب کی کتاب کی روایت کی اور ان سے ابن عبد البر نے

روایت کی۔

(۷) ابو عمر احمد بن محمد بن احمد بن سعید المعروف بابن الجبورا الاموی: متوفی

۳۸۵ھ انھوں نے البوطی حسن سلمہ ابوبکر احمد بن الفضل الدینوری، وسب بن

مسرہ، محمد بن معاویہ القرشی اور قاسم بن اصبح سے سماعت کی اور ان سے خلق کثیر

نے استفادہ کیا۔ ابن عبد البر بھی ان میں شامل ہیں۔

(۸) ابوعثمان سعید بن نصر بن عمر بن خلف الاندلسی: یہ طلب علم کے لیے خراسان

گئے اور وہاں ابوسعید بن الاعرابی اور اسماعیل الضعاف سے سماعت کیا اور خود اپنے وطن

اسپین میں قاسم بن اصبح اور وہب بن مرہ وغیرہ سے سماع کیا ان کی وفات بخاری میں ہوئی۔

(۹) احمد بن قاسم بن عبد الرحمان التاہرتی البزار: ان کی کنیت ابو الفضل تھی، تاہرت میں پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں اپنے والد کے ساتھ اسپین آ گئے۔ وہیں ان کی پرورش و پرورش ہوئی اور وہاں کے جید علمائے کرام سے استفادہ کیا۔ انھوں نے ابن ابودلیم، قاسم بن اصبح اور وہب بن مرہ سے سماع کیا اور ان سے ابن عبد البر نے روایت کی۔

(۱۰) ابو عمر احمد بن محمد بن عبداللہ الظلمنکی: ظلمنہ اسپین کا ایک شہر ہے۔ وہیں ابو عمر کی پرورش ہوئی۔ یہ قرأت کے امام سمجھے جاتے تھے۔ انھوں نے ابو بکر محمد بن یحییٰ الدمیاطی سے سماع کیا اور ان سے ابن حزم اور ابن عبدالبر نے روایت کیا۔

(۱۱) ابو عمر احمد بن عبدالملک الاشبیلی المعروف بابن المکوی: یہ اپنے زمانے میں قلیبہ کے مفتی تھے۔ انھوں نے منصور بن ابی عامر کے حکم پر امام مالک کے اقوال پر مشتمل ایک کتاب تالیف کی۔ ابن عبدالبر نے ان سے استفادہ کیا۔

ان شیوخ کے علاوہ ابن عبدالبر کے متعدد اور اساتذہ کرام ہیں جن سے ابن عبدالبر نے پورا فیض حاصل کیا۔ جیسے ابو مطرف القنازعی، قاضی یونس بن عبداللہ، ابوالولید ابن الفرضی، احمد بن فتح الرسان اور یحییٰ بن وجہ الجندی۔

ابن عبدالبر اسپین چھوڑ کر کہیں نہیں گئے۔ البتہ انھوں نے اپنے ہی ملک کے علمائے عظام سے کسب فیض کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی انھوں نے اپنی زندگی کے کچھ ایام دانیہ، بلنسیہ اور شاطبہ میں بھی گزارے اور یرگال کی راجدھانی اشبونہ میں منصب قضا پر فائز رہے اور کچھ عرصہ ابن الأظفص کے عہد اقتدار میں تشریف لے گئے۔ تارخ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اشبیلیہ بھی گئے تھے لیکن وہاں کی آب و ہوا اس سے آنے کی وجہ سے وہاں زیادہ دن نہ ٹھہر سکے۔

ابن عبدالبر نے اپنی بے شمار تالیفات چھوڑی ہیں جن میں سے درج ذیل اہم ہیں۔ (۱) آداب العلم (۲) الأجوۃ الموعیۃ علی المسائل المستغریۃ من صحیح البخاری۔ (۳) الاستذکار لمذہب ائمتہ الأمصار (۴) الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب (۵) الاکتافی

قرآنہ نافع وأبی عمرو (۶) الأبا عن قبائل الرواة (۷) الانتہاء فی فضائل الثلاثۃ الفقہاء (۸) الانصاف فیما بین العلماء من الاختلاف (۹) ہجرتہ المجالس وأنس المجالس (۱۰) البیان فی تاویلات القرآن (۱۱) التفسیر بحدیث الموطأ (۱۲) التہمید لما فی الموطأ من المعانی و الأساسید (۱۳) جامع بیان العلم وفضلہ وما ینبغی فی روایتہ وحملہ (۱۴) الدرر فی اختصار المغازی والسیر علیہ (۱۵) کتاب الکنی (۱۶) کتاب القصد والأئم فی انساب العرب و الأئم (۱۷) کتاب الشواہد (۱۸) کتاب الانصاف فی اسماء اللہ تعالیٰ (۱۹) کتاب انظر علیہ (۲۰) الکافی فی فقہ اہل مدینۃ المالیکی۔

ابن عبدالبر کی تمام تالیفات یکساں قابل قدر اور مفید ہیں۔ طالبان علم کے لیے ہر دور میں ان کی اہمیت رہی ہے۔ مستقبل کا کوئی بھی عالم ان کی تصنیفات سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ فقہ کے موضوع پر ابن عبدالبر کی بعض تصنیفات کا مختصر تعارف کرایا جا رہا ہے۔

(۱) التہمید لما فی الموطأ من المعانی والاسانید: یہ کتاب بڑی قابل قدر ہے۔ ابن خلکان اس کتاب کے سلسلے میں کہتے ہیں کہ ”ابن عبدالبر نے موطأ پر متعدد مفید کتب تالیف کی ہیں ان میں سے ایک کتاب ”التہمید لما فی الموطأ من المعانی و الاسانید“ ہے۔ جس میں امام مالک کے شیوخ کے اسمائے گرامی حروف تہجی کے اعتبار سے ذکر کیے گئے ہیں اس موضوع پر ان سے پہلے اور کسی نے کام نہیں کیا۔ علیہ ابن حزم کا قول ہے کہ ”میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کتاب پر کلام کیا ہو۔“ خود ابن عبدالبر نے اپنی کتاب کا تعارف چند اشعار میں یوں کرایا ہے۔

سمیر فوادی من ثلاثین حجة و صاقل ذہنی و المفرج عن حجتی
لبسط لہم فیہ کلام نبیہم
وفیہ من الآداب مالہندی بہ
لما فی معانیہ من الفقہ والعلم
الی البر والتقویٰ وہی عن انظلم علیہ

(ترجمہ: یہ میری تیس سالہ کاوشوں کا نیچوڑ ہے۔ یہ ذہن کی صیقل گری کرنے والا اور غم کو دور کرنے والا ہے۔ میں نے لوگوں کے لیے ان کے نبی کے کلام کو پھیلا دیا ہے۔ اس میں فقہ و علم کے رموز کو آشکار کیا ہے اس میں ادب و حکمت کی وہ باتیں ہیں جن سے بروقتقویٰ کی طرف رہنمائی ملتی ہے اور وہ علم و توحید سے روکتی ہیں۔)

(۲) الاستذکار: یہ موطا کی شرح ہے، حاجی خلیفہ کا قول ہے کہ "یہ کتاب التہمید کا اختصار ہے" لیکن بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ ایک مستقل کتاب ہے جس میں موطا کی شرح کی گئی ہے جیسا کہ ابن خلکان کا کہنا ہے کہ ابن عبدالبر نے کتاب الاستذکار میں علمائے اصرار کے مذاہب کو یکجا کر دیا ہے اور اسے موطا کے مطابق ترتیب دیا ہے۔

(۳) الکافی فی فقہ اہل المدینۃ المالکی: یہ فقہ کے موضوع پر ابن عبدالبر کی ایک معرکہ الآراء تصنیف ہے۔ اس کی وجہ تالیف کے سلسلے میں وہ یوں رقم طراز ہیں کہ "ہمارے بعض اہل علم دوستوں نے یہ مطالبہ کیا کہ فقہ کے موضوع پر ایک مختصر کتاب ترتیب دوں جن میں ان مسائل کا احاطہ کیا گیا ہو جن کے اصول و اہمات پر فروری مسائل کا استنباط و استخراج کیا جاسکے اور جو ضخیم تالیفات سے بے نیاز کر دے میں نے اپنے دوستوں کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے اجر جزیل کی امید کرتے ہوئے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور یہ کتاب تالیف کی۔ اس میں علم اہل مدینہ پر اعتماد کیا گیا ہے اور امام مالک بن انس کا مذہب اختیار کیا گیا ہے۔" ۱۰

ابن عبدالبر کی وفات بروز جمعہ ربیع الاول کے اخیر میں ۴۶۳ھ مشرقی اسپین کے ایک شہر شاطبہ میں ہوئی۔ نماز جنازہ ان کے ایک شاگرد رشید ابوالحسن طاہر بن مقوز المعافری نے پڑھائی۔

قاضی ابوالولید الباجی

ان کا پورا نام ابوالولید سلیمان خلف بن سعید بن یوب بن وارث التیمیسی القرطبی الذہبی ہے۔ ان کا خاندان بطلیوس کا رہنے والا تھا۔ ان کے دادا باجہ منتقل ہو گئے تھے جو اشبیلیہ کے قریب میں واقع ہے۔ اسی نسبت سے وہ الباجی کہے جاتے ہیں۔ ان کی پیدائش ۳۰۳ھ میں ہوئی۔ ۱۰

ابوالولید الباجی کے مشہور اساتذہ میں یونس بن عبداللہ القاضی، کمی بن ابی طالب محمد بن اسماعیل اور ابوبکر محمد بن الحسن بن عبدالوارث وغیرہ ہیں۔ انھوں نے ۲۶ سال کی عمر میں حج کیا اور تین سال تک ابوذر الحافظ کی خدمت میں حاضری دی۔ پھر بغداد اور دمشق بھی گئے اور وہاں کے علماء سے سماع کیا، قاضی ابوالطیب الطبری، قاضی ابوعبداللہ

الحسین الضمیری اور ابو الفضل بن عمرو س المالکی سے فقہ میں کمال حاصل کیا۔ ابو جعفر السنائی کے پاس موصل میں ایک سال رہے اور ان سے کسب فیض کیا۔ معقولات، حدیث فقہ، کلام اور جرح و تعدیل وغیرہ میں دسترس حاصل کی اور تیرہ سال کی جہد مسلسل کے بعد علوم و معارف کے خزینے اپنے سینے میں لے کر اسپین واپس آئے۔^{۱۹} بے شمار تئکان علم نے ان سے فیض حاصل کیا جن میں ابو بکر الخطیب اور ابن عبد البر بھی ہیں جو عمر میں ان سے بڑے تھے لیکن ان سے روایت کرتے تھے۔ ان کے علاوہ ابو عبد اللہ الحمیدی، علی بن عبد اللہ الصقلی، احمد بن علی بن غزلون، حافظ ابو علی الصدفی، امام ابو القاسم احمد بن ابو الولید الزاہد، ابو بکر الطرطوشی، ابو علی بن سہل البتی، ابو بکر سفیان بن العاص اور محمد بن ابو النخیر القاضی وغیرہ نے بھی ان سے علم حاصل کیا۔

قاضی عیاض کا کہنا ہے کہ ”ابو الولید بغداد میں درباری کرتے تھے اور جب اسپین واپس آئے تو بطور روزگار سونے کے ورق پر ہتھوڑا مارنے کا کام اجرت پر کرتے تھے۔ وہ رسیاں بٹھنے کا کام بھی کرتے تھے۔ ان کے بعض شاگردوں کے مطابق جب ابو الولید درس کے لیے تشریف لاتے تو ہاتھ میں ہتھوڑے کے نشانات ہوتے۔ اسی غربت و تنگ دستی کے عالم میں انھوں نے اپنے علم سے ایک دنیا کو فیض یاب کیا اور خلق خدا نے انھیں خوش آمدید کہا اور ان کی قدر و منزلت اور جاہ و عزت کو چار چاند لگے۔ اپنے احباب کے عطیات و ہدایا کی بنا پر وہ عمر کے آخری مرحلے میں مالدار ہو گئے تھے۔ اسپین کے کئی شہروں میں منصب قضا پر بھی فائز ہوئے۔ فقہ کے موضوع پر ان کی حسب ذیل کتابوں کا ذکر ملتا ہے۔ ”کتاب المنقذ، مؤطا کی شرح میں ”کتاب المعانی“ (بیس جلدوں میں) کتاب الاستیفاء، کتاب الایمان، (پانچ جلدوں میں) کتاب السراج فی الخلاف (نامکمل) مختصر المحقق فی مسائل المدونۃ، کتاب اختلاف المؤطا، کتاب فی الجرح والتعدیل، کتاب التسدی الی معرفۃ التوحید، کتاب الاشارة فی اصول الفقہ، کتاب احکام الفصول فی احکام الاصول، کتاب الحدود، کتاب شرح المنہاج، کتاب سنن الصالحین و سنن العابدین، کتاب سبیل المہتدین، کتاب فرق الفقہاء، کتاب التفسیر (نامکمل)، کتاب سنن المنہاج و ترتیب الحجاج۔^{۲۰}

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ جب ابوالولید الباجی اسپین آئے تو وہاں ابن حزم ظاہری کے افکار و خیالات کا چرچا تھا وہ خود بھی ابن حزم کی شیریں کلامی سے متاثر ہوئے بنا نہیں رہ سکے۔ لیکن جلد ہی انھیں محسوس ہو گیا کہ ابن حزم کے خیالات مذاہب اربعہ سے مختلف ہیں۔ اس وقت اسپین میں کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو ابن حزم کے علم کا مقابلہ کرتا۔ فقہائے وقت کی زبانیں ابن حزم سے مناظرہ کے سلسلے میں گنگ ہو گئی تھیں۔ لوگوں کی ایک کثیر جماعت ان کے افکار سے متاثر ہو کر ان کی پیرو ہو گئی تھی۔ ابوالولید کو جب ان سب باتوں کا پتہ چلا تو وہ ان کے پاس گئے اور مناظرہ کیا اور دلائل کے ذریعہ ان کے افکار کا ابطال کیا۔ ابوالولید نے اس موضوع پر ایک کتابچہ تصنیف کیا جس کا خاطر خواہ اثر ہوا اور بعض افراد نے اپنے افکار ظاہریہ سے رجوع کیا۔^{۱۵} ابوالولید کی وفات بروز جمعرات ۹ رجب ۴۰۷ھ کو مرہ میں ہوئی۔ ان کے صاحبزادے نے نماز جنازہ پڑھائی۔^{۱۶}

ابن حزم الظاہری

ان کا پورا نام ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب بن صالح بن خلف بن سعدان بن سفیان بن یزید ہے۔ ابن حزم کے نام سے شہرت پائی اسپین میں رمضان ۳۸۵ھ میں پیدا ہوئے۔^{۱۷}

ابومروان ابن حیان اندلسی (جو ابن حزم کے معاصر ہیں، ابن حزم سے پہلے پیدا ہوئے اور ان کے بعد وفات پائی) فرماتے ہیں کہ ”ابو محمد علوم و فنون کے ماہر تھے، حدیث، فقہ، انساب اور ادب کے موضوع پر نابغہ روزگار تھے، منطق و فلسفہ پر ان کی متعدد کتابیں ہیں،“^{۱۸}

قاضی صاعد اندلسی متوفی ۶۲۲ھ (جو ابن حزم کے شاگرد ہیں) کا کہنا ہے کہ ”ابو محمد ابن حزم کے سلسلے میں تمام اہل اسپین کا اتفاق ہے کہ اسلامی علوم و فنون بالخصوص علم کلام میں ان کا مقام سب سے بلند ہے۔ فن بلاغت، شعر، خطابت وغیرہ میں انھیں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ ابن حزم کے صاحبزادے کی روایت کے مطابق ان کے والد کے مخطوطات فقہ، حدیث، اصول اور الملل والنحل وغیرہ موضوعات

پر تقریباً چار سو جلدوں اور اسی ہزار اوراق پر مشتمل ہیں۔^{۴۵}

ابن بسام اندلسی متوفی ۵۲۵ھ کے بقول ”ابن حزم اس سمندر کی مانند ہیں۔ جس کا کوئی کنارہ نہیں اور اس سے میراب ہونے والا بھر پور سیرابی حاصل کر سکتا ہے اور وہ اس ماہِ کامل کی مانند ہیں جس کی تعریف تو کی جاسکتی ہے اس کو پایا نہیں جاسکتا۔“

حافظ ابن کثیر متوفی ۷۴۴ھ نے لکھا ہے کہ ”ابن حزم ظاہری علومِ شرعیہ میں نابغہ روزگار تھے انھوں نے بے شمار کتابیں تصنیف کیں وہ ایک بلند پایہ ادیب اور فصیح اللسان شاعر تھے۔ طب و منطق پر بھی ان کی کتابیں ہیں وہ ایک مالدار اور معزز گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔“^{۴۶}

حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۵ھ فرماتے ہیں کہ ”ابن حزم ظاہری حقا تصانیف ہیں؛ بچپن ہی سے ادب، منطق وغیرہ کی تعلیم حاصل کرنے لگے تھے۔ بلاکے ذہین تھے۔“^{۴۷}

ابن حزم اپنے آپ میں ایک امت تھے وہ ایک بلند پایہ مفسر، محدث، حافظ، فقیہ، قاری، اصولی، منکلم، فلسفی، حکیم، زاہد، عابد، داعی، ادیب، لغوی، کاتب، شاعر، خطیب، مؤرخ، رئیس اور وزیر تھے۔ وہ ایک چلتی پھرتی جامعہ تھے۔ وہ اسپن کے چپے چپے میں جانے جاتے تھے۔ قرطبہ، شطابہ، بلنسیہ، مالقہ، مریہ، دانیہ، بجانہ، شلب، جزیرہ، میورقہ، لیلیۃ الحمراء کے قصبات، اونبہ اور ملتجم ہر جگہ ان کے علم و فضل کا طوطی بولتا تھا۔ انھوں نے اپنے علم سے ایک جہان کو مستفید کیا۔ رہتی دنیا تک علم و ادب کے طالب ان کے علمی آثار سے فیض یاب ہوتے رہیں گے۔

ابن حزم نے فقہ حدیث کے موضوع پر ایک کتاب تالیف کی جس کا نام ”الایصال إلیٰ فہم کتاب النہال لجل شرائع الاسلام فی الواجب والحلال والحرام والنہی والابحاح“ ہے اس میں انھوں نے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے اقوال فقہی مسائل کے سلسلے میں جمع کیے ہیں۔ ان کی ایک کتاب ”الاحکام فی اصول الاحکام“ ہے۔ ان کی بعض دیگر تصانیف یہ ہیں: ”الفصل فی الملل فی الاہواء والخل“ انہا تبدیل الیہود والنصارى للتوراة والابجیل و بیان تناقض ما یدرہم من ذلک مما لا یحیل التاویل“ التقریب بحر المنطق والمدخل إلیہ بالالفاظ العامیة والأمثلة الفقہیة“

ابن حزم کی فقہی کتابوں میں "کتاب المحلی" کا مقام بہت بلند ہے۔ عزالدین بن عبدالسلام دمشقی اس کتاب کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں: "ما رأیت فی کتب الاسلام مثل المحلی لابن حزم والمعنی لابن قدامۃ" (دینی کتابوں میں ابن حزم کی المحلی اور ابن قدامہ کی المعنی کے مثل میں نے کوئی کتاب نہیں دیکھی) کتاب المحلی دراصل چار کتابوں کا مجموعہ ہے۔ جس میں ابن حزم نے اپنا مذہب پیش کیا ہے۔ وہ چار کتابیں یہ ہیں: الایصال، الخصال، المحلی اور المحلی۔

ابن حزم کی وفات اونہ میں ہوئی۔ اونہ ایک گاؤں کا نام ہے جو بحر محیط کی خلیج پر واقع ہے۔ موت کے وقت ابن حزم کی عمر اکتھتر سال دس ماہ اور اسی دن تھی۔

انشاطی

ان کا پورا نام ابراہیم بن موسیٰ بن محمد النعمی الغرناطی ہے، کنیت ابواسحاق تھی اور انشاطی کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ جلیل القدر عالم دین اور محقق تھے۔ انھیں علمی دنیا محقق، مفسر، محدث، لغوی اور متکلم کی حیثیت سے جانتی ہے وہ زہد و ورع میں بھی یکتائے روزگار تھے۔ ابن مرزوق کے بقول "امام شاطبی نابغہ روزگار عالم دین تھے اور ایک جید عالم دین کا فضل اس کا ہم پلہ ہی سمجھ سکتا ہے"۔

امام شاطبی نے اپنے وقت کے جید علماء سے علم حاصل کیا۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں: امام مفتوح، ابن الفخار الألبیری، امام الشریف، ابوالقاسم البتی، ابوعبداللہ المسلمانی، ابوعبداللہ مقری، ابوسعید بن لب، ابن مرزوق الجدی، ابوعلی منصور بن محمد الزاوی، ابوعبداللہ البلبسی، ابوجعفر الشقیری، حافظ ابوالعباس القیاب، ابوعبداللہ الحفادی۔

امام شاطبی نے علوم و فنون میں اس قدر مہارت حاصل کر لی تھی کہ وہ اپنے ہم عمروں میں ممتاز ہو گئے تھے۔ انھوں نے گرانقدر تصانیف چھوڑی ہیں۔ دیگر علوم و فنون کے علاوہ فقہ کے موضوع پر ان کی درج ذیل کتب کافی مشہور ہیں۔ کتاب الموافقات فی اصول الفقہ، عنوان التہریت باصول التکلیف، الاعتصام، کتاب المجاس کتاب الافادات والانشاء، ان کے قنا وی پر مشتمل بھی کچھ کتابیں ہیں۔

شاطبی سے بے شمار لوگوں نے کسب فیض کیا۔ ان میں ابویکیلی بن عاصم الشہیر،

